

# عقائد نامہ اہل سنت وجماعت

یعنی

کتاب الفقہ الاکبر مع وصیت نامہ امام اعظم

مترجم

رحمۃ اللہ علیہ

مفتی سید غلام معین الدین نعیمی

معهد العلوم الاسلامیہ، جامعہ حسنین  
بنگلور، ہند

# عقائد نامہ اہل سنت وجماعت

یعنی

کتاب الفقہ الاکبر مع وصیت نامہ امام اعظم رضی اللہ عنہ

مترجم

مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

احیاء معہد العلوم الاسلامیہ، جامعہ حسنین

بنگلور، ہند

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علم توحید تمام علوم اسلامیہ کی اصل اور سب میں اشرف و افضل ہے۔ علماء سلف نے اس علم میں کثیر کتب تصنیف فرمائیں جن میں عقائد اہل سنت کا بیان اور بد عقیدوں کا رد فرمایا۔ اسی سلسلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الفقہ الاکبر تحریر فرمائی۔

اگرچہ بعض علماء نے اس کتاب کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہونے کی نفی کی ہے لیکن اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی تصنیف ہے۔ محدث جلیل امام ملا علی قاری نے اس کتاب کی بہترین شرح فرمائی جو کتب خانوں میں عام طور پر دستیاب ہے۔

فاضل جلیل مترجم کتب کثیرہ مفتی سید غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الفقہ الاکبر مع وصیت نامہ کا ترجمہ 1967 میں فرمایا اور ادارہ نعیمیہ رضویہ سواد اعظم، لاہور نے اسے شائع کیا۔

اب احیاء معہد العلوم الاسلامیہ، بنگلور، ہند اسے ترتیب جدید کے ساتھ شائع کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ امام اعظم کے وسیلہ سے مترجم اور ناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے: آمین۔

فقیر قادری

محمد کاشف الانصاری الرضوی

خادم درس و افتاء، احیاء معہد العلوم الاسلامیہ،

جامعہ حسنین، بنگلور، ہند

# کتاب الفقہ الاکبر

از

امام اعظم  
رضی اللہ عنہ

الحمدُ لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه.

وبعد، قَالَ الإمام أبو حنيفة رضي الله عنه في الفقه الأكبر:

أصل التوحيد وما يصح الاعتقادُ عليه، يجبُ أن يقول: ءامنْتُ بالله، وملائكته، وكتبه، ورُسُله، والبعثِ بعدَ الموتِ والقدرِ خيرِه وشرِه منَ الله تعالى، والحسابِ، والميزانِ، والجنَّةِ، والنارِ، وذلك حقُّ كُلُّه.

توحید کی بنیاد اور جس پر صحت اعتقاد کا وجوب ہے، یہ ہے کہ مسلمان کہے: میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روز قیامت، مرنے کے بعد اٹھنے، اللہ کی جانب سے تقدیر خیر و شر، حساب، میزان اور جنت و دوزخ پر، یہ سب امور حق ہیں۔

واللهُ تعالى واحدٌ لا مِنْ طريقِ العددِ، ولكنْ مِنْ طريقِ أنه لا شريكَ له، قل هو الله احد، الله الصمد، لم يَلِدْ ولم يُولدْ، ولم يكنْ له كفواً أحد. لا يُشبهه شيئاً مِنَ الأشياءِ مِنْ خَلْقِهِ، ولا يشبهه شيءٌ مِنْ خَلْقِهِ، لم يزلْ ولا يزالُ بِأسمائه وصفاته الذاتيةِ والفعليَّةِ.

اور اللہ واحد (ایک) ہے، اس کا ایک ہونا گنتی کے اعتبار سے نہیں بلکہ اس اعتبار سے ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ (اے نبی) تم فرماؤ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی، اور نہ وہ اپنی مخلوق کی کسی چیز سے مشابہ ہے، اور نہ مخلوق میں کوئی چیز اس کے مشابہ ہے، وہ اپنے اسماء اور اپنی صفات ذاتی و فعلی کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

## أما الذاتية: فالحيأة والقدرة والعلم والكلام والسمع والبصر والإرادة.

اس کے صفات ذاتی، حیات یعنی ہمیشہ زندہ رہنا، اور قدرت یعنی ہر چیز پر قادر ہونا، اور علم یعنی ہر چیز کا جاننا، اور کلام اور سماع اور بصر اور ارادہ ہیں، یہ سب اس کی ذاتی صفتیں ہیں۔

وأما الفعلية: فالتخليق والترزيق والإنشاء والإبداع والصنع، وغير ذلك من صفات الفعل. لم يرل ولا يرأل بصفاته، وأسماؤه صفة له، لم يحدث له صفة ولا اسم. لم يرل عالماً بعلمه، والعلم صفة في الأزل. قادراً بقدرته، والقدرة صفة له في الأزل. وخالقاً بتخليقه، والتخليق صفة له في الأزل. وفاعلاً بفعله، والفعل صفة له في الأزل، والفاعل هو الله تعالى، والفعل صفة في الأزل، والمفعول مخلوق، وفعل الله تعالى غير مخلوق، وصفاته في الأزل غير محدثة ولا مخلوقة، فمن قال إنها مخلوقة أو محدثة أو وقف أو شك فيها فهو كافر بالله.

اور صفات فعلی میں تخلیق یعنی پیدا کرنا اور ترزیق، سب کو روزی دینا، اور انشاء اور ابداع اور صنع ہیں۔ (انشاء، ابداع، صنع سب کے معنی از سر نو پیدا کرنے کے ہیں کہ اس کے مانند پہلے کوئی چیز نہ ہو)۔ اس کے اور بھی صفات فعلی ہیں، وہ اپنے اسماء اور صفات کے ساتھ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا کوئی نام اور کوئی صفت نو ایجاد نہیں ہے، وہ اپنے علم سے ہمیشہ سے عالم ہے، علم اس کی ازلی صفت ہے اور وہ اپنی قدرت کے ساتھ قادر، اور اپنے فعل کے ساتھ فاعل ہے، اور فعل ازلی صفت ہے۔ اور فاعل

وہ اللہ ہی ہے۔ اور مفعول یعنی فاعل کا اثر مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کا فعل غیر مخلوق ہے۔ اور اس کی صفتیں نہ تو ایجاد ہیں اور نہ وہ مخلوق ہیں۔ لہذا جو یہ کہے کہ حق تعالیٰ کی صفتیں مخلوق یا محدث یعنی نعیجاد ہیں یا اس میں توقف یا شک کرے، وہ اللہ تعالیٰ کا منکر اور کافر ہے۔

والقرءانُ کلامُ اللہِ تعالیٰ فی المصاحفِ مکتوبٌ، وفی القلوبِ محفوظٌ، وعلی الألسنِ مقروءٌ، وعلی النبیِّ علیہ الصلاۃ والسلامُ مُنزلٌ، ولفظنا بالقرءانِ مخلوقٌ، وکتابتنا لہُ مخلوقٌ، وقرءاتنا لہُ مخلوقٌ، والقرءانُ غیرُ مخلوقٌ.

اور قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، جو مصاحف میں لکھا ہوا، سینوں میں محفوظ، زبانوں پہ پڑھا جاتا اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ ہمارے وہ الفاظ جن سے ہم قرآن کو ادا کرتے ہیں مخلوق ہیں، اور ہماری وہ تحریر جن سے ہم قرآن کی کتابت کرتے ہیں مخلوق ہیں۔ اور ہماری وہ قرأت جن سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں مخلوق ہیں۔ اور وہ قرآن کریم جو کلام الہی ہے وہ غیر مخلوق ہے۔

وما ذکرہ اللہ فی القرءانِ حکایۃً عن موسیٰ وغیرہ من الأنبیاء، وعن فرعونَ وإبلیسَ، فإنَّ ذلک کلہ کلامُ اللہ تعالیٰ إخبارًا عنہم، وکلامُ اللہ تعالیٰ غیرُ مخلوقٌ وکلامُ موسیٰ وغیرہ من المخلوقین مخلوقٌ، والقرءانُ کلامُ اللہ تعالیٰ فہو قدیمٌ، لا کلامُہم.

اور قرآن کریم میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام یا دیگر انبیاء علیہم السلام کی حکایتیں مذکور ہیں، اور جو فرعون و ابلیس کے واقعات بیان کیے گئے ہیں، تو یہ تمام باتیں کلام

الہی ہیں جن کی خبریں حق تعالیٰ نے ان کی جانب سے دی ہیں۔ کلام الہی تو غیر مخلوق ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام مخلوقات کا کلام مخلوق ہے۔ چونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو وہ قدیم ہے نہ کہ مخلوقات کا کلام۔

وسمِعَ موسىٰ كَلامَ الله تعالى: {وَكَلَّمَ اللهُ موسىٰ تَكْلِيمًا} وَقَدْ كَانَ اللهُ تَعَالَى مُتَكَلِّمًا، وَلَمْ يَكُنْ كَلِمَ موسىٰ، وَقَدْ كَانَ اللهُ تَعَالَى خَالِقًا فِي الْأَزَلِّ {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} فَلَمَّا كَلَّمَ اللهُ موسىٰ، كَانَهُ بِكَلَامِهِ الَّذِي هُوَ لَهُ صِفَةٌ فِي الْأَزَلِّ، وَصِفَاتُهُ كُلُّهَا بِخِلَافِ صِفَاتِ الْمَخْلُوقِينَ، يَعْلَمُ لَا كَعَالِمِنَا، يَقْدِرُ لَا كَقَدْرَتِنَا، يَرَى لَا كَرُؤْيَتِنَا، يَتَكَلَّمُ لَا كَكَلَامِنَا، وَيَسْمَعُ لَا كَسَمْعِنَا. نَحْنُ نَتَكَلَّمُ بِالْأَلَاةِ وَالْحُرُوفِ، وَاللَّهُ تَعَالَى يَتَكَلَّمُ بِلا حُرُوفٍ وَلَا آلَةٍ. وَالْحُرُوفُ مَخْلُوقَةٌ، وَكَلَامُ اللهِ تَعَالَى غَيْرُ مَخْلُوقٍ،

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کلام کی سماعت فرمائی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اللہ نے موسیٰ سے کلام فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ متکلم تھا، درانحالیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ابھی بات بھی نہ کی تھی، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ازل میں خالق تھا۔ اور کوئی چیز اس کے مانند نہیں ہے، اور وہی سننے دیکھنے والا ہے۔ پھر جب کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، تو اس نے اسی کلام سے نوازا جو کہ کلام اس کی ازلی صفت تھی۔ اور یہی حال اس کی تمام صفوں کا ہے برخلاف مخلوقات کی صفوں کے کہ وہ حادث و مخلوق ہیں۔ حق تعالیٰ عالم ودانا ہے، لیکن ہمارا جیسا علم نہیں، وہ قدرت رکھتا ہے لیکن ہماری جیسی قدرت نہیں۔ وہ دیکھتا ہے لیکن ہمارے جیسا

دیکھنا نہیں۔ وہ سنتا ہے مگر ہماری جیسی سماعت نہیں۔ وہ کلام فرماتا ہے لیکن ہماری جیسی باتیں نہیں۔ کیوں کہ ہم آلات یعنی زبان و مومنہ وغیرہ اور حروف سے بات کرتے ہیں، لیکن حق تعالیٰ بغیر آلات و حروف کے کلام فرماتا ہے، کیوں کہ تمام حروف مخلوق ہیں اور کلام ربانی غیر مخلوق ہے۔

وهو شيء لا كالأشياء، ومعنى الشيء إثباته بلا جسم ولا جوهر ولا عرض، ولا حد له، ولا ضد له، ولا نداء له، ولا مثل له. وله يد ووجه ونفس كما ذكره الله تعالى في القرآن، فما ذكره الله تعالى في القرآن، من ذكر الوجه واليد والنفس فهو له صفة بلا كيف، ذات باری تعالیٰ شئی ہے، لیکن اشیاء مخلوقہ کی مانند نہیں، اور شئی کے معنی وجود کے ہیں، اور اس کے وجود کے لئے نہ جسم و جوہر ہے اور نہ عرض اور نہ اس کے لئے حد ہے، اور نہ کوئی اس کا جھگڑالو، اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اور نہ اس کا کوئی ہم مثل، اور اس کے لئے ید، وجہ اور نفس ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر فرمایا۔ لہذا قرآن کریم میں جو ہاتھ، چہرہ اور جان کا حق تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، تو وہ اس کی بلا کیف صفتیں ہیں۔

ولا يقال إن يده قدرته أو نعمته، لأن فيه إبطال الصفة، وهو قول أهل القدر والإعتزال، ولكن يده صفة بلا كيف، وغضبه ورضاه صفتان من صفاته بلا كيف.

اور یہ نہ کہا جائے کہ اس کے ہاتھ سے اس کی قدرت یا اس کی نعمت مراد ہے، اس لئے کہ اس طرح کہنے میں صفت کا ابطال ہے۔ اور یہ کہنا قدریوں اور معتزلیوں کا ہے۔ لیکن

اس کا ہاتھ اس کی ایسی صفت بلا کیف ہے جس کی حقیقت سے ہم ناواقف ہیں۔ اور غضب و رضائے الہی، اس کی بلا کیف دو صفیتیں ہیں۔

خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْأَشْيَاءَ لَا مِنْ شَيْءٍ. وَكَانَ اللَّهُ تَعَالَى عَالِمًا فِي الْأَزَلِّ  
بِالْأَشْيَاءِ قَبْلَ كَوْنِهَا، وَهُوَ الَّذِي قَدَّرَ الْأَشْيَاءَ وَقَضَاهَا، وَلَا يَكُونُ فِي الدُّنْيَا  
وَلَا فِي الْآخِرَةِ شَيْءٌ إِلَّا بِمَشِيئَتِهِ وَعِلْمِهِ وَقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ وَكُتْبِهِ فِي اللُّوحِ  
الْمَحْفُوظِ وَلَكِنْ كُتِبَ بِالْوَصْفِ لَا بِالْحِكْمِ.

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا فرمایا اور یہ تخلیق کسی چیز سے نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازل میں تمام چیزوں کی تخلیق سے قبل ان سب کا عالم تھا اور اسی کی ذات نے تمام چیزوں کو مقدر فرما کر ان میں اپنا حکم نافذ فرمایا۔ دنیا و آخرت میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی مشیت، اس کے علم، اس کے قضاء و قدر اور اس کے لوح محفوظ میں لکھنے سے باہر ہو، لیکن (لوح محفوظ میں) اس کا لکھنا و وصف کے ساتھ ہے نہ کہ حکم کے ساتھ۔

وَالْقَضَاءُ وَالْقَدْرُ وَالْمَشِيئَةُ صِفَاتُهُ فِي الْأَزَلِّ بِلا كَيْفٍ، يَعْلَمُ اللَّهُ تَعَالَى الْمَعْدُومَ  
فِي حَالِ عَدَمِهِ مَعْدُومًا، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ كَيْفَ يَكُونُ إِذَا أُوجِدَهُ، وَيَعْلَمُ اللَّهُ  
تَعَالَى الْمَوْجُودَ فِي حَالِ وُجُودِهِ مَوْجُودًا، وَيَعْلَمُ أَنَّهُ كَيْفَ يَكُونُ فَنَائِزُهُ، وَيَعْلَمُ  
اللَّهُ تَعَالَى الْقَائِمَ فِي حَالِ قِيَامِهِ قَائِمًا، وَإِذَا قَعَدَ عَلَيْهِ قَاعِدًا فِي حَالِ قَعُودِهِ  
مَنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ عِلْمُهُ، أَوْ يَحْدُثَ لَهُ عِلْمٌ، وَلَكِنَّ التَّغْيِيرَ وَالاخْتِلَافَ الْأَحْوَالِ  
يَحْدُثُ فِي الْمَخْلُوقِينَ.

اور قضاء و قدر اور مشیت ارادہ بلا کیف اس کی ازلی صفتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ناپید کو اس کے ناپید ہونے کی حالت میں جانتا ہے، اور وہ جانتا ہے کہ وہ کیسے پیدا ہوگی جب کہ وہ پیدا کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر موجود کو جانتا ہے جب کہ وہ اپنے وجود کے ساتھ موجود ہو، اور جانتا ہے کہ وہ کیوں کر فنا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر قائم کو اس کے قیام کی حالت میں جانتا ہے، پھر جب وہ بیٹھے تو اس کی قعود کی حالت میں جانتا ہے، بغیر اس بات کے کہ اس کا علم متغیر ہو، یا نیا علم حادث اسے حاصل ہو، کیوں کہ تغیر و اختلاف مخلوقات میں حادث ہوتا ہے۔

خَلَقَ الْخَلْقَ سَلِيمًا مِنَ الْكُفْرِ وَالْإِيمَانِ، ثُمَّ خَاطَبَهُمْ وَأَمَرَهُمْ وَنَهَاَهُمْ، فَكَفَرَ مِنْ كَفَرٍ بِفَعْلِهِ وَإِنْكَارِهِ وَجُودِهِ الْحَقُّ بِخِذْلَانِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَاهُ، وَءَامَنَ مِنْ ءَامَنٍ بِفَعْلِهِ وَإِقْرَارِهِ وَتَصْدِيقِهِ بِتَوْفِيقِ اللَّهِ تَعَالَى إِيَاهُ وَنَصْرَتِهِ لَهُ.

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو کفر و ایمان سے خالی پیدا کیا، پھر ان کو خطاب کیا اور انہیں حکم دیا اور ممانعت فرمائی۔ تو کافر اپنے اختیار و انکار اور حق سے سرکش کی بناء پر کافر ہوا، یہ کفر اللہ تعالیٰ کا اس کو چھوڑ دینے کے سبب سے ہے، اور مومن و مسلم اپنے اختیار و اقرار اور حق کی تصدیق کی بناء پر ایمان دار ہوا۔ یہ ایمان اللہ تعالیٰ کی توثیق اور اس کے لئے اس کی نصرت کی وجہ سے ہے۔

أَخْرَجَ ذُرِّيَّةَ ءَادَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ صُلْبِهِ عَلَى صُورِ الذَّرِّ، فَجَعَلَ لَهُمْ عَقْلًا. فَخَاطَبَهُمْ وَأَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ وَنَهَاَهُمْ عَنِ الْكُفْرِ فَقَالَ: {الَسْتُ بِرَبِّكُمْ؟} فَأَقْرَبُوا لَهُ بِالرَّبُوبِيَّةِ فَكَانَ ذَلِكَ مِنْهُمْ إِيمَانًا، فَهُمْ يُولَدُونَ عَلَى تِلْكَ الْفِطْرَةِ، وَمَنْ كَفَرَ

بَعْدَ ذَلِكَ فَقَدْ بَدَّلَ وَغَيَّرَ، وَمَنْ ءَامَنَ وَصَدَّقَ فَقَدْ ثَبَتَ عَلَيْهِ وَدَاوَمَ. وَلَمْ يُجِبْزْ أَحَدًا مِنْ خَلْقِهِ عَلَى الْكُفْرِ وَلَا عَلَى الْإِيمَانِ. وَلَا خَلَقَهُمْ مُؤْمِنًا وَلَا كَافِرًا، وَلَكِنْ خَلَقَهُمْ أَشْخَاصًا،

اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو ان کے صلب سے ذرات کی صورت میں نکال کر صاحب عقل بنایا، پھر خطاب فرما کر انہیں ایمان کا حکم دیا اور کفر سے منع فرمایا، تو ان سب نے ربوبیت کا اقرار کیا، بنا بریں اولاد آدم میں سے کچھ ایمان دار ہوئے، پھر وہ اسی فطرت ایمانی پر پیدا ہوتے رہے۔ اس کے بعد جنہوں نے کفر کیا، تو انہوں نے فطرت ایمانی میں تغیر و تبدل کیا اور جو ایمان لایا اور تصدیق کی، تو اس نے مداومت اور ثبات قدمی کا ثبوت دیا، اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ کفر پر جبر کرتا ہے نہ ایمان پر، اور کسی آدمی کو خلقیت نہ مومن پیدا کیا نہ کافر۔ لیکن ان کو خالص آدمی پیدا کیا۔

وَالْإِيمَانُ وَالْكَفْرُ فَعَلُ الْعِبَادِ، يَعْلَمُ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ يَكْفُرُ فِي حَالِ كُفْرِهِ كَافِرًا فَإِذَا ءَامَنَ بَعْدَ ذَلِكَ عَلِمَهُ مُؤْمِنًا فِي حَالِ إِيْمَانِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ عَلَيْهِ وَصْفُهُ. وَجَمِيعُ أَعْمَالِ الْعِبَادِ مِنَ الْحَرَكَةِ وَالسَّكُونِ كَسْبُهُمْ عَلَى الْحَقِيقَةِ، وَاللَّهُ تَعَالَى خَالِقُهَا، وَهِيَ كُلُّهَا بِمَشِيئَتِهِ وَعَلَيْهِ وَقَضَائِهِ وَقَدْرِهِ. وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا مَا كَانَتْ وَاجِبَةً بِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى وَبِمَحَبَّتِهِ وَبِرِضَائِهِ وَعَلَيْهِ وَمَشِيئَتِهِ وَقَضَائِهِ وَتَقْدِيرِهِ، وَالْمَعَاصِي كُلُّهَا بَعْلَاهِ وَقَضَائِهِ وَتَقْدِيرِهِ وَمَشِيئَتِهِ لَا بِمَحَبَّتِهِ وَلَا بِرِضَائِهِ وَلَا بِأَمْرِهِ.

ایمان و کفر بندوں کا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اپنے کفر کی حالت میں کون بندہ کفر کرتا ہے، اس کے بعد بندہ جب ایمان لاتا ہے، تو اس کے ایمان کی حالت کو بھی وہ جانتا ہے، اور اسے دوست رکھتا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کے علم و صفت میں کوئی تغیر واقع ہو۔ بندوں کے تمام افعال اور حرکت و سکون اور ان کی تمام کمائیوں کا پیدا کرنے والا حقیقہ اللہ تعالیٰ ہے، اور وہ سب کے سب اس کی مشیت، اس کے علم اور اس کے قضاء و قدر سے ہیں۔ اور تمام نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حکم اس کی محبت و رضا، اس کے علم و ارادہ اور اس کے قضاء و قدر سے ثابت ہیں۔ اور تمام بدیاں اس کے علم، اس کے قضاء و قدر اور اس کی مشیت سے ہیں۔ اس کی محبت، اس کی رضا اور اس کا حکم ان سے متعلق نہیں ہے۔

وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كُلُّهُمْ مَنْزُوهُونَ عَنِ الصَّغَائِرِ وَالْكِبَائِرِ  
وَالْكَفْرِ وَالْقُبَاحِ وَقَدْ كَانَتْ مِنْهُمْ زَلَاتٌ وَخَطِيئَاتٌ، وَعَمْدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلَّمَ، نَبِيُّهُ وَعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَصَفِيَّهُ، وَلَمْ يَعْبُدِ الصَّنَمَ، وَلَمْ  
يَشْرِكْ بِاللَّهِ طَرَفَةً عَيْنٍ قَطًّا،

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام، صغائر و کبائر اور کفر و قبائح سے پاک و منزہ ہیں، اتفاقاً ان سے لغزشیں اور خطائیں صادر ہوئی ہیں۔ اور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے حبیب، اس کے بندے، اس کے رسول، اس کے نبی، اس کے صفی اور اس کے نعتی ہیں۔ آپ نے پلک جھپکنے کی برابر کبھی بھی نہ بتوں کی پرستش کی، اور نہ اللہ تعالیٰ کا

شریک گردانا، اور نہ کسی وقت کبھی صغیرہ و کبیرہ کا ارتکاب کیا، صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ، علیہ و علیہم اجمعین۔

وأفضل الناس بعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم: أبو بكر الصديق رضي الله عنه، ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علي بن أبي طالب، رضوان الله تعالى عليهم أجمعين. غابرين على الحق، ومع الحق، كما كانوا نتولاهم جميعاً. ولا نذكر الصحابة ( وفي نسخة ولا نذكر أحدًا من أصحاب رسول الله ) إلا بخير، ولا نكفر مسلمًا بذنوب من الذنوب وإن كانت كبيرة إذا لم يستحلها، ولا نزيل عنه اسم الإيمان ونسبته مؤمنًا حقيقةً، ويجوز أن يكون مؤمنًا فاسقًا غير كافر.

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر عمر بن خطاب فاروق اعظم، پھر عثمان بن عفان ذوالنورین، پھر علی بن ابی طالب المرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ یہ سب کے سب عبادت گزار، اور حق پر ثابت قدم، اور حق کے ساتھ رہنے والے تھے۔ ہم ان سب سے محبت رکھتے ہیں، اور ہم کسی صحابی رسول اللہ کا ذکر خیر کے سوا نہیں کرتے، اور نہ کسی گناح کے سبب کسی مسلمان کی ہم تکفیر کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ گناہ کبیرہ ہو، بشرطیکہ وہ اس گناہ کو حلال نہ جانتا ہو۔ اور اس سے ہم ایمان کے نام کو دور نہیں کرتے، اور ہم ایسے کو حقیقی مومن کا نام دیتے ہیں، اور جائز ہے کہ مومن فاسق غیر کافر ہو۔

والمسح على الحفین سنة، والتراویح في شهر رمضان سنة. والصلاة خلف كل بر وفاجر من المؤمنین جائزة. ولا نقول إن المؤمن لا تضرة الذنوب. وإنه لا يدخل النار، ولا إنه يخلد فيها وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمنا، ولا نقول إن حسناتنا مقبولة، وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول المسئلة مبينة مفضلة: من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطلّة، ولم يبطلها حتى خرج من الدنيا، فإن الله تعالى لا يصيبها بل يقبلها منه ويشيئه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها حتى مات مؤمنا فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعدبه بالنار أبداً.

خفین چڑے یا دیز موٹے موزے پر مسح کرنا سنت ہے، اور ماہ رمضان کی راتوں میں تراویح سنت ہے۔ اور ہر نیک و بد مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور ہم نہیں کہتے کہ مسلمان کو معاصی نقصان نہیں پہنچاتے، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ گنہگار جہنم میں داخل نہ ہوگا۔ اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہے گا، اگرچہ وہ فاسق ہو، بشرطیکہ وہ دنیا سے ایمان دار گیا ہو۔ اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ مغفور ہیں جیسا کہ مرجیہ کا قول ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ جس نے نیک عمل کیا اور اس کے تمام شرائط کو بجالایا اور وہ فاسد کرنے والے عیوب اور باطل کرنے معانی سے خالی ہیں، اور اسے کفر و ردت کے ساتھ باطل نہیں بنایا، یہاں تک کہ دنیا سے مومن و مسلم رخصت ہوا، تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل نیک کو ضائع نہ فرمائے گا، بلکہ اسے قبول کر کے اس کا اجر و ثواب اسے عنایت فرمائے گا، شرک و کفر سے نیچے کسی قسم کا گناہ ہو، اور گنہگار مومن و مسلم نے مرتے وقت اس سے توبہ نہ کی ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ

کی مشیت و ارادہ کے تحت ہے، چاہے وہ اسے جہنم کا عذاب دے اور چاہے اسے اس سے معافی دے، اور سرے سے اسے جہنم کا عذاب ہی نہ دے۔

والرياءِ إِذَا وَقَعَ فِي عَمَلٍ مِّنَ الْأَعْمَالِ فَإِنَّهُ يُبْطِلُ أَجْرَهُ، وَكَذَا الْعُجْبُ. وَالآيَاتُ لِلْأَنْبِيَاءِ وَالْكَرَامَاتُ لِلْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ. وَأَمَّا الَّتِي تَكُونُ لِأَعْدَائِهِ مِثْلَ إِبْلِيسَ وَفِرْعَوْنَ وَالدَّجَالِ مَا رَوَى فِي الْأَخْبَارِ أَنَّهُ كَانَ لَهُمْ فَلَا نَسْتَمِيهَا آيَاتٍ وَلَا كَرَامَاتٍ، وَلَكِنْ نَسْمِيهَا قَضَاءَ حَاجَاتِهِمْ، وَذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقْضِي حَاجَاتِ أَعْدَائِهِ اسْتِدْرَاجًا وَعَقُوبَةً لَهُمْ، وَيَزِيدُهُمْ عَصِيَانًا أَوْ كُفْرًا، وَذَلِكَ كُلُّهُ جَائِزٌ وَمُمْكِنٌ.

ریاء اور نمود جب کسی عمل میں واقع ہو جاتا ہے، تو وہ اس کے اجر کو باطل کر دیتا ہے، اور یہی حال عجب و تکبر کا ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے معجزات ثابت ہیں، اور اولیاء کرام کے لئے کرامت حق ہے۔ لیکن وہ خلاف عادت کام جو خدا کے دشمنوں سے صادر ہوئی ہیں، جیسے شیطان، فرعون، دجال وغیرہ سے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ ان سے ایسے ہوئے اور ان سے ایسے ہوں گے، تو ان کو ہم نہ معجزہ کا نام دیں گے، اور نہ کرامت کہیں گے، بلکہ ہم ان کو ان کے لئے قضاء حاجات کا نام دیں گے۔ اور ہمارا یہ نام دینا اس بناء پر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کے لئے دنیا میں بطریق استدراج اور آخرت میں ان کے عذاب کے لئے حاجتوں کو پورا فرماتا ہے، تو وہ اپنے جی میں خوش ہوتے ہیں اور طغیان و کفر میں اور زیادتی کرتے ہیں، اور یہ سب جائز و ممکن ہے۔

وَكَانَ اللَّهُ خَالِقًا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ، وَرَازِقًا قَبْلَ أَنْ يَرْزُقَ. وَاللَّهُ تَعَالَى يَرَى فِي  
الْآخِرَةِ، وَيَرَاهُ الْمُؤْمِنُونَ وَهُمْ فِي الْجَنَّةِ بِأَعْيُنِ رُؤُوسِهِمْ بِلَا تَشْبِيهِ وَلَا كَيْفِيَّةٍ  
وَلَا جَهَةِ وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ مَسَافَةٌ.

اور اللہ تعالیٰ آفرینش عالم سے قبل خالق، اور عطاءے رزق سے قبل رازق تھا۔ اور اللہ  
تعالیٰ آخرت میں اپنا دیدار کرائے گا اور تمام مسلمان اس کی رویت سے سرفراز ہوں  
گے۔ درنحالیکہ وہ جنت میں چشم سر سے بلا تشبیہ و بلا کیف دیکھیں گے، اور اللہ تعالیٰ  
اور اس کی مخلوق کے درمیان دوری نہ ہوگی۔

وَالْإِيمَانُ هُوَ الْإِقْرَارُ وَالتَّصْدِيقُ. وَإِيمَانُ أَهْلِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَزِيدُ وَلَا  
يَنْقُصُ وَالْمُؤْمِنُونَ مُسْتَوُونَ فِي الْإِيمَانِ وَالتَّوْحِيدِ مُتَفَاوِلُونَ فِي الْأَعْمَالِ.  
وَالْإِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِيمُ وَالانْقِيَادُ لِأَمْرِ اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ طَرِيقُ اللُّغَةِ فَرْقٌ بَيْنَ  
الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَلَكِنْ لَا يَكُونُ إِيْمَانٌ بِلَا إِسْلَامٍ، وَلَا إِسْلَامٌ بِلَا إِيْمَانٍ، فَهَمَا  
كَالظَّهْرِ مَعَ الْبَطْنِ. وَالدِّينُ اسْمٌ وَقَعَ عَلَى الْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ وَالشَّرَائِعِ كُلِّهَا.

ایمان، زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔ اور آسمان و زمین والوں کا  
ایمان، مومن بہ کے اعتبار سے نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ۔ البتہ یقین و تصدیق کے اعتبار  
سے کم زیادہ ہوتا ہے۔ تمام مسلمان، ایمان و توحید میں سب برابر ہیں۔ البتہ اعمال  
میں متفاضل ہیں۔ اور اسلام، اللہ تعالیٰ کے حکموں کے آگے تسلیم و انقیاد کا نام ہے۔ لہذا  
لغت کے اعتبار سے ایمان و اسلام کے درمیان فرق ہے لیکن ایمان بغیر اسلام کے نہیں

ہوتا۔ اور نہ اسلام بغیر ایمان کے پایا جاتا ہے، گویا یہ دونوں ابرہہ و استر کی مانند ہیں۔ اور دین، ایمان، اسلام اور پوری شریعت کا نام ہے۔

نَعْرِفُ اللَّهَ تَعَالَى حَقَّ مَعْرِفَتِهِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهُ وَلَيْسَ يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَعْبُدَ اللَّهَ تَعَالَى حَقَّ عِبَادَتِهِ كَمَا هُوَ أَهْلٌ لَهُ. لَكِنَّهُ يَعْبُدُهُ بِأَمْرِهِ كَمَا أَمَرَ. وَيَسْتَوِي الْمُؤْمِنُونَ كُلُّهُمْ فِي الْمَعْرِفَةِ وَالْيَقِينِ وَالتَّوَكُّلِ وَالْحُبِّ وَالرِّضَاءِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَالْإِيمَانِ، وَيَتَفَاوَتُونَ فِيهَا دُونَ الْإِيمَانِ فِي ذَلِكَ كُلِّهِ. وَاللَّهُ تَعَالَى مَتَفَضِّلٌ عَلَى عِبَادِهِ، عَادِلٌ، قَدْ يُعْطِي مَنْ التَّوَابِ أضعافاً مَا يَسْتَوْجِبُهُ الْعَبْدُ تَفَضُّلاً مِنْهُ، وَقَدْ يُعَاقِبُ عَلَى الذَّنْبِ عَدْلًا مِنْهُ، وَقَدْ يَعْفُو فَضْلاً مِنْهُ.

ہم اللہ کو پہچانتے ہیں جیسا کہ اس کی معرفت کا حق ہے۔ جس طرح کی اس نے اپنی کتاب (قرآن) میں اپنی ذات کی اپنی تمام صفات کے ساتھ توصیف فرمائی۔ اور کوئی بندہ اس کی قدرت نہیں رکھتا کہ جیسا کہ اس کی عبادت کا حق ہے، اور جس کا وہ مستحق ہے اس کی عبادت کر سکے، لیکن اس کے حکم سے اس کی عبادت کرے، جیسا کہ اس نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت میں حکم دیا۔ تمام مسلمان، معرفت، یقین، توکل، محبت، رضا، خوف، امید اور اس میں ایمان رکھتے ہیں برابر ہیں۔ اور ایمان کے سوا ان سب باتوں میں وہ متفاوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل فرمانے والا عادل ہے، کبھی وہ اپنے بندہ کے استحقاق سے زیادہ اپنے فضل سے کئی گنا بڑھا کر اسے ثواب عنایت فرماتا ہے۔ اور کبھی گناہ پر اپنے عدل سے عقاب کرتا ہے، اور کبھی اپنے فضل سے معاف فرماتا ہے۔

وشفاعةُ الأنبياءِ عليهم الصلاة والسلامِ حق، وشفاعةُ نبينا صلى الله تعالى عليه وعلى ءاله وسلم للمؤمنين المذنبين ولأهل الكبار منهم المستوجبين للعقابِ حق ثابت. ووزنُ الأعمالِ بالميزانِ يومَ القيامةِ حق، والقصاصُ فيما بينَ الخصومِ يومَ القيامةِ فإن لم يكنْ لهم الحسناتُ، طُرِحَ السيئاتُ عليهم جائزٌ وحق، وحوضُ النبي صلى الله تعالى عليه وسلمِ حق، والجنةُ والنارُ مخلوقتانِ اليومَ لا تفتيانِ أبداً، واللهُ تعالى يهدي من يشاءُ فضلاً منه، ويضلُّ من يشاءُ عدلاً منه، وإضلالُهُ خذلانُهُ، وتفسيرُ الخذلانِ: أن لا يوفَّقَ العبدَ إلى ما يرضاهُ منه، وهو عدلٌ منه، وكذا عقوبةُ المخدولِ على المعصية.

انبیاء علیہم السلام کی شفاعت حق ہے، اور ہمارے نبی سید عالم ﷺ کی شفاعت، گنہگار مسلمانوں اور ایسے اہل کبار مسلمانوں کے لئے جو مستوجب عقاب ہیں، حق و ثابت ہیں۔ اور روز قیامت میزان میں اعمال کا تولنا حق ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا حوض حق ہے۔ اور جھگڑنے والے لوگوں کے درمیان نیکیوں کے ساتھ بدلہ دینا حق ہے۔ اور اگر ان کے پاس نیکیاں نہ ہو، تو ان کے نامہ اعمال میں نیکیاں شامل کر دینا، حق و جائز ہے۔ اور جنت و جہنم دونوں آج بھی پیدا شدہ ہیں، یہ دونوں کبھی نابید و فنا نہ ہوں گے۔ اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں کبھی نہ مریں گی۔ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کا ثواب کبھی فنا نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اپنے عدل سے قعر ضلالت میں ڈال دیتا ہے اور اس کا قعر ضلالت میں ڈالنا، اس کا چھوڑنا اور خذلان ہے۔ اور خذلان کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو

اپنی رضا و خوشنودی کی طرف توفیق نہ دے۔ اور یہ اس کا عدل و انصاف ہے۔ اسی طرح معاصی پر مخدول پر عقاب کرتا ہے۔

ولا نقول: إِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْلُبُ الْإِيمَانَ مِنْ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ قَهْرًا وَجَبْرًا، وَلَكِنْ  
نَقُولُ: الْعَبْدُ يَدْعُ الْإِيمَانَ فَإِذَا تَرَكَهُ لِحَيْنِئِدٍ يَسْلُبُهُ مِنْهُ الشَّيْطَانُ. وَسَوَّالٌ  
مَنْكِرٍ وَنَكِيرٍ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ، وَإِعَادَةُ الرُّوحِ إِلَى الْعَبْدِ فِي قَبْرِهِ حَقٌّ. وَضَغْطَةُ  
الْقَبْرِ حَقٌّ (( لِلْكَفَّارِ وَبَعْضِ أَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ )) . وَعَذَابُهُ (( أَيْ  
فِي الْقَبْرِ )) حَقٌّ كَانَتْ لِلْكَفَّارِ كُلِّهِمْ وَبَعْضِ (( أَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ عَصَاةٍ ))  
الْمُسْلِمِينَ.

اور ہم یہ کہنا جائز نہیں رکھتے کہ شیطان بندہ مومن سے ایمان کو جبر و قہر کے ساتھ  
سلب کر لیتا ہے، لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ بندہ جب ایمان چھوڑ دیتا ہے، تو شیطان اس  
وقت اس سے ایمان کو لے اڑتا ہے۔ منکر نکیر کا سوال حق ہے، جو قبر میں ہوں  
گے۔ اور بندہ کے جسم میں روح کو لوٹانا اس کی قبر میں حق ہے۔ اور قبر کا بھیچنا اور اس  
کا عذاب حق ہے، یہ تمام کافروں اور بعض گنہگار مسلمانوں کے لئے ہے۔

وَكُلُّ مَا ذَكَرَهُ الْعُلَمَاءُ بِالْفَارِسِيَّةِ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى عَزَّتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالَتْ  
صِفَاتُهُ فَجَائِزُ الْقَوْلُ بِهِ، سَوَى الْيَدِ بِالْفَارِسِيَّةِ، وَبِحَوْزُ أَنْ يُقَالَ ( بَرُؤَى حُدَا )  
بِلا تشبیه ولا کیفیت. وليس قربُ الله تعالى ولا بُعدُهُ من طريق طول  
المسافة وقصرها ولا ( وفي نسخة ولكن ) على معنى الكرامة والهوان، ولكن  
المطیع قريبٌ منه بلا كيف، والعاصي بعيدٌ عنه بلا كيف. والقربُ والبعدُ

وَالْإِقْبَالَ يَقَعُ عَلَى الْمَنَاجِي. وَكَذَلِكَ جَوَازُهُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْوُقُوفُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِلَا كَيْفٍ .

اور ہر وہ شئی جسے علماء نے فارسی زبان میں صفات باری تعالیٰ عزاسمہ، سے بیان کیا ہے، تو اس کا بولنا جائز ہے۔ سوائے یہ کہ اسے فارسی میں بولنا جائز نہیں۔ اور جائز ہے کہ روئے خدا عزوجل بغیر تشبیہ و بلا کیف کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے قریب ہونا اور اس سے دور ہونا، باعتبار طول مسافت اور قلت مسافت نہیں ہے۔ لیکن یہ باعتبار کرامت و اہانت ہے۔ اور بندہ مطہج بلا کیف اس سے قریب ہے۔ اور بندہ عاصی بلا کیف اس سے دور ہے۔ اور نزدیکی اور دوری اور سامنے ہونا، مناجات کرنے والے کے لئے بولا جاتا ہے، اور یہی حال جنت میں ہم ساگی، اور اس کے سامنے کھڑے ہونے کے بلا کیف کے ہیں۔

وَالْقِرَاءَانُ مَنْزَّلٌ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ فِي الْمُضْحَفِ مَكْتُوبٌ، وَءَايَاتُ الْقِرَاءَانِ كُلُّهَا فِي مَعْنَى الْكَلَامِ مَسْتَوِيَةٌ فِي الْفَضِيلَةِ وَالْعِظَمَةِ. إِلَّا أَنَّ لِبَعْضِهَا فَضِيلَةَ الذِّكْرِ وَفَضِيلَةَ الْمَذْكُورِ مِثْلَ آيَةِ الْكُرْسِيِّ. لِأَنَّ الْمَذْكُورَ فِيهَا جَلَالُ اللَّهِ وَعِظَمُهُ وَصِفَتُهُ، فَاجْتَمَعَتْ فِيهَا فَضِيلَتَانِ: فَضِيلَةُ الذِّكْرِ، وَفَضِيلَةُ الْمَذْكُورِ، وَفِي صِفَةِ الْكِفَارِ فَضِيلَةُ الذِّكْرِ فَحَسَبُ، وَلَيْسَ فِي الْمَذْكُورِ وَهُمُ الْكِفَارِ فَضِيلَةٌ. وَكَذَلِكَ الْأَسْمَاءُ وَالصِّفَاتُ كُلُّهَا مَسْتَوِيَةٌ فِي الْفَضِيلَةِ وَالْعِظَمَةِ لَا تَفَاوُتَ بَيْنَهُمَا.

اور قرآن کریم رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا ہے، اور وہ مصاحف میں مکتوب ہے۔ اور قرآن کی تمام آیتیں کلام کے معنی میں باعتبار فضیلت و عظمت سب برابر ہیں۔ البتہ بعض آیت قرآنیہ کے لئے ذکر کی فضیلت اور مذکور کی فضیلت دونوں مروی ہیں۔ جیسے کہ آیت الکرسی۔ کیوں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت، عظمت اور اس کی صفتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ لہذا اس آیت میں دونوں فضیلتیں یعنی فضیلت ذکر اور فضیلت مذکور مجتمع ہیں۔ بعض آیتوں میں صرف فضیلت ذکر ہے، جیسا کہ کفار سے قصے اور اس میں مذکور کے لئے کوئی فضیلت نہیں ہے کیوں کہ وہ کفار ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات، عظمت و فضیلت میں برابر ہیں، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وقاسم و طاهر و ابراهيم كانوا بنى رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم، وفاطمه و زينب و رقيه و أم كلثوم كن جميعا بنات رسول الله صلى الله تعالى عليه وعلى آله وسلم ورضي عنهن.

حضرت قاسم، طاہر، اور ابراہیم رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے فرزند تھے۔ اور سیدہ فاطمہ، رقیہ، زینب اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں تھیں۔

وإذا أشكل على الإنسان شيء من دقائق علم التوحيد فينبغي له أن يعتقد في الحال ما هو الصواب عند الله تعالى، إلى أن يجد عالماً فيسأله، ولا يسعه تأخير الطلب، ولا يُعذر بالوقف فيه، ويكفر إن وقف.

اور جب انسان کو علم توحید کے دقائق میں کچھ اشکال پیش آئیں، تو اسے لازم ہے کہ فی الحال اسی پر اعتقاد رکھے جو عند اللہ حق و صواب ہے، یہاں تک کہ جب کوئی عالم مل جائے، تو اس سے دریافت کر لے۔ اور تردد کے وقت طلب میں تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس حالت میں توقف کرنا عذر نہیں ہے، اگر توقف کرے تو کافر ہو جاتا ہے۔

وَحَبْرُ الْمِعْرَاجِ حَقٌّ، فَمَنْ رَدَّهُ فَهُوَ ضَالٌّ مُبْتَدِعٌ. وَخُرُوجُ الدِّجَالِ، يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنَزُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ السَّمَاءِ، وَسَائِرُ عَلَامَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ عَلَى مَا وَرَدَتْ بِهِ الْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ حَقٌّ كَائِنٌ، وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ.

اور معراج کا واقعہ حق ہے، اور جو اس کا انکار کرے وہ مبتدع و گمراہ ہے۔ اور دجال کا نکلنا، یا جوج ماجوج کا خروج اور مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، اور آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول فرمانا، اور روز قیامت کی تمام وہ نشانیاں جو احادیث صحیحہ میں آئی ہیں، حق ہیں اور ہونے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت فرماتا ہے۔

## وصیت نامہ

امام اعظم  
رضی اللہ عنہ

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

امام اجل و اعظم سیدنا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کے اس وصیت نامہ کا ترجمہ ہے جو انہوں نے اپنے اصحاب و تلامذہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے تحریر فرمایا۔ چنانچہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو فرمایا، اے میرے بھائیو اور رفیقو! اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق خیر دے، جان لو کہ مذہب حق اہل سنت و جماعت کی بارہ (۱۲) خصلتیں ہیں، جو ان بارہ خصلتوں پر مضبوطی سے قائم رہے گا، وہ کبھی نہ مبتدع ہوگا اور نہ صاحب ہوا۔ تو میرے رفیقو اور ساتھیو! تم پر واجب ہے کہ ان خصلتوں پر ہمیشہ قائم رہو، تاکہ تم ہمارے نبی کریم سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے روز قیامت مستحق ہو۔

**فصل اول:** پہلی خصلت ایمان ہے، جو زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے۔ صرف زبانی اقرار کا نام ایمان نہیں ہے، اس لئے کہ اگر زبانی اقرار ہی کا نام ایمان ہوتا تو یقیناً تمام منافقین مومن ہوتے۔ اسی طرح صرف دل سے جاننے کا نام ایمان نہیں ہے، اس لئے کہ اگر دل سے جاننے کا نام ایمان ہوتا، تو یقیناً تمام اہل کتاب ایماندار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ منافقین کے بارے میں فرماتا ہے: **وَ اللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ** ﴿۱﴾ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافقین بلاشبہ جھوٹے ہیں اور اہل کتاب کے بارے میں فرماتا ہے: **الَّذِينَ اتَّيَبْتُمْ كِتَابَهُمْ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ** ﴿۲﴾ وہ

نبی کو خوب جانتے ہیں، جس طرح کہ وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں}۔ اور ایمان میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی، اس لئے کہ ایمان میں زیادتی اس کے سواہ متصور ہی نہیں کہ کفر کی کمی ہو اور ایمان میں کمی اس کے سواہ متصور ہی نہیں کہ کفر کی زیادتی ہو۔ لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص ایک ہی حالت میں حقیقتہ مومن بھی ہو اور کافر بھی۔ اور مومن کے ایمان میں شک نہیں ہے، جس طرح کہ کافر کے کفر میں شک نہیں ہے۔ چنانچہ حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: **أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا** {وہ لوگ مومن برحق ہیں} اور **أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا** {یہ لوگ حقیقتہ کافر ہیں}۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے گنہگار لوگ، حقیقی مسلمان ہیں اور کافر نہیں ہیں۔

**فصل دوم:** دوسری خصلت علم ہے، عمل ایمان کے سواہ ہے۔ اور ایمان عمل کے سواہ ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ بسا اوقات مومن سے عمل مرتفع ہو جاتا ہے۔ اس وقت یہ کہنا صحیح نہیں کہ ایمان اس سے مرتفع ہو گیا، جس طرح کہ حیض والی عورت کے ذمہ سے نماز مرتفع ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہنا اس کے بارے میں جائز نہیں کہ اس سے ایمان مرتفع ہو گیا، یا یہ کہ ترک ایمان کے سبب اس سے نماز بعد میں ادا کرنے کے لئے مؤخر کر دی گئی۔ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے حیض والی عورت کے لئے فرمایا: روزے چھوڑ دے بعد میں اس کی قضاء کر لینا۔ اور یہ کہنا جائز نہیں کہ ایمان چھوڑ دے بعد میں اس کی قضاء کر لینا۔ اور یہ کہنا جائز ہے کہ فقیر پر زکاۃ واجب نہیں ہے، اور یہ کہنا جائز نہیں کہ فقیر پر ایمان واجب نہیں ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ تقدیر خیر و شر، اللہ

تعالیٰ کی جانب سے نہیں ہے، تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا کافر ہے۔ اور اگر وہ توحید کا اقراری ہے، تو اس کی توحید باطل ہو گئی۔

**فصل سوم:** تیسری فضیلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندوں کے تمام عمل تین قسم کے ہیں، فریضہ، فضیلت اور معصیت۔ لہذا اعمال فریضہ تو اللہ تعالیٰ کے امر، اس کی مشیت، اس کی محبت، اس کی رضا، اس کی قضاء و قدر، اس کے ارادہ، اس کی توفیق، اس کی تخلیق، اس کے حکم، اس کے علم، اور لوح میں اس کے لکھنے سے ہے۔ اب رہے اعمال فضیلتہ تو وہ اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہیں، لیکن اس کی مشیت، اس کی محبت، اس کی رضا، اس کی قضاء، اس کی تقدیر، اس کی توفیق، اس کی تخلیق، اس کے ارادہ، اس کے حکم، اس کے علم اور لوح محفوظ میں اس کے لکھنے سے ہے۔ اب ہے معصیت، تو وہ اللہ تعالیٰ کے امر سے نہیں ہیں، لیکن اس کی مشیت سے ہیں، اس کی محبت سے نہیں ہیں، اس سے اس کی قضاء اور اس کی رضا متعلق نہیں، اس کی تقدیر سے ہیں، اس کی توفیق سے نہیں۔ یہ اس کے خذلان کے سبب ہے، اس سے اس پر مؤاخرہ کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس کے علم اور لوح محفوظ میں اس کے لکھنے سے ہے۔

**فصل چہارم:** چوتھی خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پہ مستوی ہے۔ بغیر اس کے کہ اسے اس کی ضرورت اور اس پر اسے استقرار کی حاجت ہو، وہ عرش اور ماسوائے عرش کا حافظ و نگہبان ہے، تو اگر وہ محتاج ہوتا تو تمام عالم کو پیدا نہ کر سکتا۔ اور نہ اس کی تدبیر کر سکتا، جیسا کہ مخلوق کا حال ہے، اور اگر وہ جلوس اور قرار کا

محتاج ہوتا، تو عرش کی تخلیق سے پہلے وہ کہاں تھا؟ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک و منزہ ہے، اس ذات بہت برتر و بالا ہے۔

**فصل پنجم:** پانچویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ قرآن کریم، اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی وحی، اس کا زل کردہ اور اس کی صفت ہے۔ نہ اس کا عین ہے، نہ اس کا غیر، بلکہ وہ علی التحقیق اس کی صفت ہے۔ یہ قرآن مصاحف میں لکھا ہوا، زبانوں پر جاری، دلوں میں بغیر حلول کے محفوظ ہے۔ اور حروف، سیاہی، کاغذ اور کتابت سب کی سب مخلوق ہیں، اس لئے کہ یہ بندوں کے اعمال ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے۔ اس لئے کہ کتابت، حروف، کلمات، آیتیں، سب کے سب قرآن کے آگے اسباب ہیں، کیوں کہ بندے قرآن کے پڑھنے میں ان اسباب آلات کے محتاج ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کے معنی ان ذرائع سے سمجھے جاتے ہیں تو جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مخلوق ہے، تو وہ کافر اور اللہ کا منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ معبود ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے، جیسا کہ پہلے سے ہے۔ اور اس کا کلام بندوں کی زبانوں پر جاری ہے، لکھا ہوا اور محفوظ ہے، بغیر اس کے کہ اس کی ذات سے وہ زائل ہو۔

**فصل ششم:** چھٹی خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان ذوالنورین، پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین

ہیں۔ اس لئے کہ حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَ الشَّيْقُونَ الشَّيْقُونَ ﴿۱۰﴾  
 أَوْلَيْكَ الْمَقَرَّبُونَ ﴿۱۱﴾ فِي جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۱۲﴾

اگلے لوگ آگے ہیں، وہی لوگ جنت کے باغوں میں مقربین بارگاہ ہوں گے، جو پہلے  
 ہیں وہ افضل ہیں اور ہر پرہیزگار مسلمان ان سب سے محبت رکھتا ہے، اور ہر بد بخت  
 منافق ان سے بغض و عداوت رکھتا ہے۔

فصل ہفتم: ساتویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندے اپنے اعمال اپنے  
 اقرار اور اپنی معرفت کے ساتھ پیدا کئے گئے ہیں۔ پھر جب کہ یہ کرنے والے اپنے  
 افعال کے ساتھ پیدا کئے گئے ہیں، تو بطریق اولیٰ وہ فقط مخلوق ہی ہوں گے، اور کسی قسم  
 کی ان کو طاقت نہ ہوگی۔ کیوں کہ وہ سب کمزور و عاجز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرنے  
 والا ان کا رازق ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ  
 يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ اللَّهُ نے تم کو پیدا کیا پھر وہ تم کو موت دے گا پھر تم کو زندہ کرے  
 گا۔ علم کے ذریعہ کماؤ حلال ہے، اور حلال طریقہ سے مال جمع کرنا حلال ہے۔ اور حرام  
 طریقہ سے مال اکٹھا کرنا حرام ہے۔

لوگ تین طرح کے ہیں۔ ایک مومن جو اپنے ایمان میں مخلص ہیں، دوسرے کافر جو  
 اپنے کفر میں جمود کرتا ہے۔ تیسرے منافق، جو اپنے نفاق میں مدہاست کرتے ہیں۔  
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر عمل فرض کیا ہے، اور کافروں پر ایمان اور منافقوں پر اخلاص



میں فرمان الہی ہے کہ: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ  
تو جو تم میں بیمار ہو، یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں میں اتنے ہی دن کے روزے کی قضا  
ہے۔

فصل وہم: دسویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو لکھنے کا  
حکم فرمایا۔ اس پر قلم نے عرض کیا اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا

جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو لکھ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكُلُّ شَيْءٍ  
فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَوَّرٌ ﴿٥٣﴾ جو کچھ یہ کرتے ہیں  
کتابوں میں لکھا ہوا ہے، اور سب چھوٹے بڑے عمل لکھے ہوئے ہیں۔

فصل یازدہم: گیارویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ عذاب قبر یقیناً ہونے  
والا ہے، اور منکر و نکیر کے سوال حق ہیں، کیوں کہ احادیث میں وارد ہے۔ اور جنت  
و نار حق ہیں، اور یہ دونوں پیدا شدہ ہیں، ان دونوں کے لئے فنا نہیں، کیوں کہ حق  
تعالیٰ نے فرمایا: أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿١٣٣﴾ جنت متقیوں کے لئے تیار کر دی گئی ہے،  
اور نار جہنم کے لئے فرمایا: أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٤﴾ کافروں کے لئے جہنم بنا دی گئی ہے  
۔ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کو ثواب و عقاب کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور میزان حق

ہے، کیوں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اِقْرَأْ كِتَابَكَ ۚ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيَّكَ حَسِيبًا ﴿۱۴﴾ اپنا نامہ اعمال پڑھ لو، تمہارے حساب کو یہ کافی ہے۔

**فصل دوازدهم:** بارہویں خصلت یہ ہے کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان جانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ اور ان کو اس دن اٹھائے گا جس کی مقدار پچاس (۵۰) ہزار برس ہے۔ تاکہ جزاء و ثواب اور ادائے حقوق ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ﴿۷﴾

بلاشبہ جو قبروں میں ہیں، اللہ ان کو اٹھائے گا۔ اور اہل جنت کے لئے بلا کیف و تشبیہ و جہت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ اور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت ہر اہل جنت کے لئے، اگرچہ گناہ کبیرہ رکھتا ہو، حق ہے۔ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد سارے جہان کی عورتوں سے افضل ہیں۔ وہ تمام مسلمانوں کی ماں (ام المؤمنین) اور بدی سے پاک اور ستھری ہیں۔ اور اہل جنت، جنت میں ہمیشہ ہمیشہ، اور اہل نار دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں کے حق میں فرمایا: اُولَئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۸۲﴾

یہی لوگ اہل جنت ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور کافروں کے بارے میں فرمایا: اُولَئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۳۹﴾ یہی لوگ دوزخی ہیں، اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

